اعجاز قرآن کے مختلف پہلو (۴)

حسنین گردیزی

اعجاز قرآن کا ایک اور اہم پہلو قرآن کا نظم ہے۔ سب سے پہلے جاحظ (ا) نے اسے قرآنی اعجاز کی وجہ کے عنوان سے بیان کیا اس کے بعد خطابی (۲) نے اپنی کتاب " اعجاز القرآن " میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ نظم تالیف کو بھی اعجاز قرآن کی جہت قرار دیا۔ بعد میں باقلانی (۳) نے دیگر وجوہ میں سے اسے بھی شمار کیا ان کی عبارت کو یوں نقل کیا گیا ہے:

"ذکر اصحابنا و غیر هم فی ذلک ثلاثة اوجه من الاعجاز احدهما : ...

والوجه الثانی :... والوجه الثالث : انه بدیع النظم ' عجیب التالیف ' متناه

فی البلاغة الی الحد الذی یعلم عجز الخلق عنه "(۴)

اسی طرح جرجانی (۵) نے بھی اعجاز قرآن کا یہی پہلو یعنی نظم قرآن اور اسلوب ذکر کیا ہے۔ کتاب بحار الانوار (۶) اور رجاء الغفران (۷) میں اس وجہ کو باقلانی سے منسوب کیا ہے۔ رافعی نے اپنی کتاب " اعجاز القرآن " میں قرآن کے نظم پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ (۸)

مجموعی طور پر کلام تین چیزوں سے مرکب ہے:

(i) حروف کہ جن کا مادہ صوت ہے۔

(ii) کلمات کہ جو حروف سے تشکیل پاتے ہیں۔

(iii) جملے کہ جو کلمات سے مل کر شکل اختیار کرتے ہیں۔

اعجاز قرآن ان تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ کلمات اور جملات کے نظم کے ساتھ حروف کا نظم بھی اعجاز میں دخالت رکھتا ہے۔ قرآن کا صرف ایک حرف اپنے موقع و محل کی مناسبت سے تقدیم و تاخیر کے لحاظ اور دوسرے الفاظ و جملوں کے موازنے کے ساتھ اعجاز کا حامل ہے جبکہ دوسرے کلاموں میں بالکل ایسا نہیں ہے ان میں حروف و کلمات کے موقع و محل میں ہر قسم کی تبدیلی کی جاسکتی ہے اور ممکن ہے یہ تبدیلی لفظی اور معنوی اعتبار سے کلام میں بہتری پیدا کر دے لیکن قرآن میں ایسا نہیں

ہے۔ قرآن بعض مقام پر ایک لفظ یا حرف اختیار کرتا ہے اگر وہی لفظ نظم قرآن کے علاوہ کسی دوسری جگہ دیکھا جائے تو وہ اپنے مترادفات کے درمیان کچھ زیادہ فصیح اور اہل ذوق کے نزدیک لذیذ و شریں محسوس نہ ہوگا۔ اسی طرح قرآن کے اندر کسی لفظ کو اٹھا لیا جائے اور کوئی دوسرا لفظ رکھ دیا جائے تو کوئی لفظ رکھیں وہ سیاق و سباق اور موقع و محل کی مناسبت سے قطعاً نا مناسب لگتا ہے اس مقام پر وہی لفظ تمام تر فصاحت و بلاغت کے ساتھ مناسب ہے جو قرآن نے استعمال کیا ہے۔ قرآن مفردات اور ترتیب کلمات کے اعتبار سے معجزہ ہے۔ از روئے مفردات معجزہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مفردات میں قرآن کریم وہ لفظ اختیار فرماتا ہے کہ اس مقام پر اس معنی کو ادا کرنے اور حقیقت مقصودہ کو واضح کرنے کے لیے اس سے زیادہ جامع اور بلیغ اور کوئی کلمہ نہیں ہوسکتا' جو اس طرح مراد کو کامل طور پر ادا کرسکے۔ (۹)

کلمات کی ترتیب کے اعتبار سے اعجاز قرآن یہ ہے کہ قرآن ایک ایسی ترکیب اختیار کرتا ہے کہ اس مقام پر اس مقصد کے ادا کرنے کے لیے اگر چہ اور بھی تعبیرات ممکن تھیں لیکن قرآن نے جو ترتیب اختیار کی ہے وہی سب سے زیادہ بلیغ اور مراد کو ادا کرنے کے لیے سب سے زیادہ جامع ہوتی ہے اور اگر اس میں ذرہ برابر بھی تغیر' تقدم یا تاخر کر دیا جائے تو وہ حسن و خوبی اور درجہ بلاغت نہیں رہتا اور نہ ہی اس تغیر کردہ ترتیب میں پوری پوری مراد اس خوبی کے ساتھ ادا ہوتی ہے .... مثلاً قرآن کریم میں جن کو الوہیت و معبودیت خداوندی میں شریک کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

"وَ جَعَلُوا لِلّٰہِ شُرَکَاءَ الجِنَّ"

ان مشرکوں نے جنوں کو اللہ کے لیے شریک قرار دیا۔ (۱۰)

بادی النظر میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ تعبیر اور ترتیب اس طرح ہوتی " و جعلوا الجن شرکاء اللّٰہ " کہ انہوں نے جنات کو اللہ کا شریک بنایا لیکن قرآن کی غرض صرف اسی امر کو بیان کرنا نہیں بلکہ غرض اولاً غیر اللہ کو اللہ کی الوہیت میں شریک بنانے اور ارتکاب شرک کی قباحت کو بیان کرنا ہے۔ اور ثانیاً اس حماقت کو کہ شریک بھی بنایا تو جنوں کو بنایا تو گویا اس عنوان نے ان کی ہر دو حماقتوں کو نمایاں کیا۔

اول بیہودگی اور حماقت شرک مع اللہ اور پھر حماقت بالائے حماقت یہ کہ خدا کا شریک بنایا بھی تو جنات کو یہ مقصد صرف یہی ترکیب ادا کرسکتی تھی اس کی جگہ ہر ممکن تعبیر متعدد تعبیرات میں سے اس معنی کو ادا کرنے سے قاصر تھی اس لیے جعلوا اللّٰہ میں شرکاء کو جعلوا کا مفعول بنا کر پھر اس سے لفظ " الجن " بدل قرار دیا۔ (۱۱)

مصطفیٰ رافعی نے قرآن کے حروف اور نظم و ترتیب کے حوالے سے ایک اور پہلو اجاگر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کا اسلوب اور نظم لہجوں اور آہنگ کی پیدائش کا سبب بنا اگرچہ یہ چیز کلام عرب میں نئی نہ تھی لیکن اس انداز سے جس کا قرآن میں مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ سامع کو قرآن سننے اور اس کی طرف متوجہ ہونے پر ابھارتا ہے اور کلمات اور حروف کی تنسیق میں ایک قسم کی موسیقی ایجاد کر دیتا ہے، بالکل نہ تھی۔ (۱۲)

بہت سی احادیث اور روایات موجود ہیں جو اس مطلب کو پایہ ثبوت تک پہنچاتی ہیں۔ حضرت عمرؓ کا اس غم و غصے کی شدت میں کلام الٰہی کی چند آیات کو سن کر ایمان لانا، قرآن کے سامنے خضوع قلب کی دلیل ہے۔ اسی طرح تاریخ کی کتب میں درج ہے کہ قریش کے تین بڑے بلیغ اشخاص ولید بن مغیرہ، اخنس بن قیس اور ابو جہل بن ہشام جن کا بلاغت میں کوئی ثانی نہ تھا۔ قرآن سننے کے لیے پیغمبر اکرم ﷺ کے گھر کے گرد رات کو جمع ہوئے چونکہ حضور اکرمؐ نماز میں قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی ہر ایک اپنی مخفی جگہ سے باہر آیا ایک دوسرے کو پہچان لیا اور کہا کہ اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہوگیا تو وہ اسی طرح جمع ہوں گے اور بالآخر مسلمان ہو جائیں گے لہٰذا ایسا کام نہیں کریں گے اور اس پر سب نے وعدہ کیا۔ دوسری رات پھر تینوں ایک دوسرے سے چھپ کر قرآن سننے جمع ہوگئے۔ صبح دوبارہ انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ اب اس کا تکرار نہیں کریں گے۔ تیسری رات بھی ایسا ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور آئندہ یہ کام نہ کرنے کا پکا عہد کیا۔ یہ قرآن کا نظم اور سحر انگیز اسلوب تھا جس نے سخت ترین دشمنوں کو بھی قرآن کی طرف متوجہ کیا لیکن تعصب کی شدت کی بنا پر وہ اس پر ایمان نہ لائے۔

موسیقی قرآن:۔۔

اس بارے میں مصطفیٰ رافعی لکھتے ہیں کہ عرب تالیف حروف اور لہجوں کی تنظیم میں موسیقی کے کسی باقاعدہ طریقے کے پابند نہیں تھے جیسے ان سے بن پڑتا تھا ویسے وہ کرتے تھے۔ وہ حروف میں تبدیلی کی طرف توجہ کیے بغیر فقط ترجیح صوت پر اکتفاء کرتے تھے۔ جب قرآن کا نزول ہوا تو انہوں نے قرآن کے حروف، کلمات اور جملوں میں ایسا فنی الحان اور موسیقی کو موجود پایا جس کی پہلے نظیر نہ تھی۔ یہاں سے ان پر اعجاز کے ایک اور راستے کا انکشاف ہوا (۱۳) یہاں تک کے قرآن کے مقابلے پر آنے والے افراد بطور مثال مسیلمہ کذاب نے آواز سے مربوط الحان پر اکتفا کیا اور ایسی مسجع یا مقفی عبارات لے آئے جو حروف کی ترتیب سے مربوط آہنگ و لہجے سے بالکل خالی تھیں۔

فصحاء عرب کی عبارات پڑھنے کے انداز اور قرآن کی طرز قرائت کے درمیان موازنے کرنے سے

مذکورہ مطلب اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے اور ان کا قرآن سے انحطاط بھی اس لحاظ سے ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ روش قرآن میں جھر، ھمس، شدت، رخوت، تفخیم، ترقیق اور دوسری لفظی صفات کے لحاظ سے جس ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے وہ کسی بھی طرح دوسری عربی عبارات میں ملحوظ نہیں ہے اور کسی طرح بھی اس سے مناسبت نہیں رکھتی۔

یہ قرآن کا نظم و ترتیب ہی تھا جس نے عربوں کے مزاج کو صفا بخشی اور انہیں ذوق موسیقی سے آشنا کر دیا بلکہ انہیں اس معاملے میں صاحب ذوق بنا دیا۔ قرآن نے نظم و اسلوب کی ایک جدید روش سے انہیں روشناس کرایا جس کی مثال تاریخ ادب میں نہیں تھی۔ عربوں کے درمیان جو مسجع و ترسل کا طریقہ معمول تھا، اس سے انہوں نے ہاتھ اٹھا لیا۔ اگر قرآن نہ ہوتا تو اعراب اپنے تمام ادبی فضائل گنوا بیٹھتے اور ان کے دامن میں چند عام لغات کے سوا کچھ باقی نہ رہتا۔ (۱۴)

اعجاز قرآن کے اسی پہلو پر شہید مطہری نے بھی اظہار نظر کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اور مسئلہ جو قرآن کے اسلوب سے متعلق ہے اور وہ قدیم الایام سے توجہ کا مرکز رہا ہے، قرآن کی آہنگ پزیری ہے۔ یہ بڑا عجیب مسئلہ ہے جہاں تک بتایا گیا ہے کہ مختلف زبانوں میں صرف شعر آہنگ قبول کرتا ہے یعنی ساز پر ٹھیک بیٹھتا ہے۔ ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شعر نہیں ہے کیونکہ نہ اس میں شعری اوزان ہیں نہ قافیہ اور نہ اس کے ہجے ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔ مطالب و مفاہیم کے اعتبار سے بھی شعر کی خصوصیات کا حامل نہیں ہے کیونکہ شعر کا تعلق تخیل سے ہے۔ قرآن میں تخیل نہیں ہے اور اس میں شاعرانہ تشبیہات اور خیالات بھی نہیں پائے جاتے۔ قرآن ہی ایک نثر ہے جو آہنگ و ساز کو قبول کرتی ہے۔ قراء حضرات جو قرائت کرتے ہیں یہی آہنگ ہے۔ آپ رسول اکرم ﷺ کے خطبات کو آواز و الحان کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے اسی طرح نہج البلاغہ کے خطبات کو بھی۔

فقط قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ صدر اسلام میں اس مطلب کی طرف توجہ دی گئی تھی اور قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھنے کی ترغیب دی گئی۔ چونکہ قرآن کے اندر یہ صلاحیت موجود تھی اسی لیے اس کا حکم دیا گیا۔ (۱۵)

چونکہ آواز کا مادہ انسانی انفعالات کا مظہر ہے اور بطور طبیعی ان انفعالات کا اثر آواز پر پڑتا ہے اور اس کے اتار چڑھاؤ سے انسانی مزاج پر خاص اثر پڑتا ہے، اور یہ مطلب قرآن مجید میں حد کمال تک پہنچا ہوا ہے حتیٰ غیر عرب یا قرآن کے منکر افراد جو کسی لحاظ سے بھی قرآن کے معارف سے سروکار نہیں رکھتے جب قرآن کی آیات کو سنتے ہیں تو وہ وجد میں آجاتے ہیں اور ان کے اندر بے پناہ شغف

پیدا ہو جاتا ہے اور کوئی چیز انہیں قرآن سننے سے نہیں روک سکتی حالانکہ وہ اس پر ایمان نہیں رکھتے اسی جہت سے قرآن کو خوش آواز کے ساتھ تلاوت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کیونکہ آواز کا حسن ' اوزان میں استحکام اور رسائی کا باعث بنتا ہے۔ قرآن کے فواصل خصوصاً وہ جو حرف مد کے ساتھ میم اور نون پر ختم ہوتے ہیں (١٦) اور وہ آیات جو ان حروف پر ختم نہیں ہوتیں بلکہ دیگر حروف پر اختتام پذیر ہوتی ہیں اور دیگر آیات کے سیاق کے مطابق ہیں ان میں خاص قسم کا لطف پایا جاتا ہے اور یہ اعجاز قرآن پر ایک اور دلیل ہے کہ وہ اس ذریعے (موسیقی) سے افکار و اذہان کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اگرچہ وہ اس کے معانی سے آگاہ نہ ہوں اور یہ مطلب فصاحت سے قطع نظر ایک ایسی جہت ہے جو قرآن میں کلمات اور جملات میں ہر قسم کے تغیر و تبدل کے امکان کو رد کرتی ہے کیونکہ اس کے کلمات و جملوں میں تبدیلی اس کے طبیعی لہجے اور موسیقی میں خلل ایجاد کرتی ہے اور اس کی فنی روش کو بدل دیتی ہے۔

قرآن میں کوئی حرف یا کلمہ زائد نہیں :۔

چونکہ نظم قرآن کی بنیاد اس بات پر استوار ہے کہ کلمات و حروف میں سے ہر ایک معنی مقصود کو ادا کرے اس لیے محال ہے کہ اس میں کوئی زائد یا اضافی لفظ موجود ہو اور اس پر اعتراض و تنقید کی جاسکے اور نظام تکوینی کی کہ ہر چیز ایک خاص غرض کیلئے خلق کی گئی ہے اسی طرح قرآن میں بھی ہر حرف اور ہر کلمہ ایک خاص معنی کے لیے اس طرح سے ترتیب دیئے گئے ہیں کہ اس حرف و کلمہ کو اٹھا لیا جائے تو کلام کی نارسائی واضح طور پر محسوس ہوگی اور محال ہے کہ کوئی دوسرا حرف یا کلمہ اس کے جاگزیں ہو جائے اور وہ مطلب اور معنی جو قرآن میں افادہ کیا گیا ہے ' درست اور صحیح نکل آئے اور یہ اعجاز قرآن کے اسرار میں سے ایک اہم ترین عامل ہے جسے عربوں نے محسوس کیا اگر وہ کسی کلمے یا حرف کے موقع و محل پر اعتراض کرسکتے تو وہ ضرور کرتے کیونکہ قصائد اور خطبات کے مقابلے کرنے میں ان کا یہی طریقہ کار تھا۔

(۴) قرآن اور اخبار غیب :۔

اعجاز قرآن کا ایک اور اہم پہلو اس کی غیبی خبریں ہیں۔ سب سے پہلے "نظام" نے اس پہلو کی تصریح کی اس کے بعد باقلانی ' قاضی عیاضؒ اور زرقانی نے اعجاز قرآن کی جملہ وجوہ میں غیبی اخبار کو بیان کیا ہے۔ تفسیر المنار (١٧) اور تفسیر المیزان (١٨) میں بھی اسے اعجاز قرآن کی وجہ کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔ بحار الانوار (١٩) میں اسے بعض افراد سے نسبت دی گئی ہے اور امام فخر رازی (٢٠) نے اسے علما کی طرف منسوب کیا ہے۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر گذشتہ انبیاء اور ان کی اقوام کی داستانیں' قصے اور ان کے حالات و واقعات بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح آئندہ حالات کے حوالے سے بہت سی باتیں بیان ہوئیں بہت سے امور کی خبریں دی گئیں اور وہ سب کی سب مطابق با واقع ہوئیں حتیٰ کے مخالفین کو بھی ان کی صحت کا اقرار کرنا پڑا۔ قرآن مجید میں جتنی غیبی خبریں بتائی گئی ہیں اور آئندہ کی پیشگوئیاں کی گئی ہیں کسی دوسری آسمانی کتاب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

قرآن کی غیبی اخبار کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں :

الف :-- گذشتہ خبریں ب :-- آئندہ کی خبریں

الف - گذشتہ خبریں - قرآن کی چند آیات میں اس مطلب کی یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ اے رسول ! ہم آپ کو گذشتہ قوموں کے واقعات اور انبیاء کے حالات سے آگاہ کرتے ہیں جن سے آپ اور آپ کی قوم پہلے آگاہ نہیں تھی اور ہم نے وحی کے ذریعے یہ سب تمہیں بتایا۔ بطور مثال قرآن کریم حضرت مریم کی کفالت کے واقعے کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے :

" ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ " (۲۱)

یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اور ان لوگوں کے پاس نہ تو اس وقت آپ موجود تھے جب وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے قلموں کو (پانی میں) ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص مریم کی کفالت کرے اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت موجود تھے جب وہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

" تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَا اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا " (۲۲)

یہ غیب کی خبریں ہیں جو وحی کے ذریعے ہم آپ کو بتا رہے ہیں اس سے پہلے نہ تو آپ ان سے آگاہ تھے اور نہ آپ کی قوم۔

ایک اور مقام پر حضرت یوسف کی داستان کے اختتام پر ان تمام سبق آموز و عبرت آمیز واقعات کے بعد پیغمبر اکرمؐ کو مخاطب کرکے ارشاد ہوا۔

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ وَ مَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْکُرُوْنَ (۲۳)

یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم وحی کے ذریعے آپ کو بتلاتے ہیں اور آپ

ان (برادران یوسف) کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جب انہوں نے پختہ عزم کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے۔

گذشتہ خبروں میں چار قسم کے عناصر کا بیان ہوا ہے۔ انبیاء و رسل ' ان کی اقوام اور پیروکار ' گمراہ کرنے والے افراد اور گمراہ و منحرف افراد۔

انبیاءؑ کے تذکرے میں سب سے پہلے ابو البشر حضرت آدم کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان واقعات میں ان کی پیدائش ' فرشتوں کو آپ کا سجدہ کرنا ' تعلیم الاسما ' شیطان کے وسوسے کی وجہ سے جنت سے نکلنا وغیرہ مختلف سورتوں میں بیان ہوئے ہیں۔ (۲۴)

حضرت نوحؑ کے تفصیلی حالات قرآن میں ذکر ہوئے تقریباً قرآن کی اٹھائیس سورتوں میں مختلف انداز سے اور مختلف پہلوؤں سے اس اولو العزم پیغمبر کا تذکرہ کیا گیا ہے اور قرآن کی ایک اور سورہ کا نام انہی بزرگوار کے نام پر ہے۔ (۲۵)

حضرت ابراہیمؑ کے بت توڑنے کا واقعہ ' آگ میں جلنے کا قصہ اور وہاں زندہ و سلامت نکلنے کی داستان ' اللہ کا انہیں فرزند عطا کرنا ' ہاجرہ و اسماعیل کو مکے کے صحرا میں تنہا چھوڑنا ' خانہ کعبہ کی تعمیر اور دیگر واقعات کا تذکرہ قرآن نے کیا ہے۔ (۲۶)

اسی طرح حضرت اسماعیلؑ کے واقعات بھی خصوصاً ان کا باپ کے خواب کی تصدیق کرنا اور ذبح ہونے کے لیے آمادہ ہونا ' قرآن کی چند سورتوں میں بیان ہوئے ہیں۔ (۲۷)

قرآن مجید میں جس اولو العزم پیغمبر کا سب سے زیادہ تذکرہ ہے وہ حضرت موسیٰؑ ہیں ان کی داستان سب سے زیادہ مفصل اور مشروح ہے۔ ان کے واقعات قرآن کی چونتیس سورتوں میں مذکور ہیں۔ (۲۸)

حضرت یوسفؑ کی داستان کو قرآن نے "احسن القصص" کہا۔ ان کا تذکرہ قرآن کی تین سورتوں میں ہوا۔(۲۹)

اس کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کا قصہ قرآن نے بیان کیا ہے ان کی پیدائش بطور معجزہ ہوئی حضرت عیسیٰ کا درخت کی نیچے پیدا ہونا ' لوگوں کا آکر سوال کرنا اور حضرت کا گھوارے سے جواب دینا اور اپنی نبوت کا اعلان کرنا نیز ان کے دیگر واقعات قرآن کی تیرہ سورتوں میں بیان ہوئے ہیں۔(۳۰)

بدیہی ہے کہ جس طرح قرآن میں بعض انبیاء کا تذکرہ ہوا ہے اسی طرح دوسری کتب آسمانی میں بھی ہوا ہے لیکن اور طرح سے ' خرافات اور ناروا باتوں سے انبیاء کو منسوب کیا گیا ہے اس کا اندازہ تورات اور انجیل کا مطالعہ کرنے سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض انبیاء کا ذکر صرف قرآن میں ہوا

ہے باقی آسمانی کتب میں نہیں ہوا مثلاً حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ (۳۱)

قرآن نے جن قوموں کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے ان میں حضرت نوحؑ کی قوم ہے جیسے انہوں نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی صرف چند آدمی ایمان لائے اکثریت قاطع نے ان کی دعوت قبول نہ کی اور آخر کار طوفان کے ذریعے ہلاک ہوگئے۔ (۳۲)

دوسری قوم ثمودؑ ہے جن کی طرف حضرت صالحؑ کو بھیجا گیا لیکن اس نے ہٹ دھرمی دکھائی اور آخر عذاب الٰہی کا شکار ہوئی اور آسمانی چنگھاڑ سے ہلاک ہوئی۔ (۳۳)

اسی طرح قوم عادؑ کا ذکر ہوا ہے جو حضرت ہودؑ کی قوم تھی ان کا انجام بھی دوسری نافرمان قوموں کی طرح ہوا اور عذاب سے دوچار ہوئی۔ (۳۴)

قوم لوطؑ کا تذکرہ قرآن میں ہوا وہ بھی اپنے غیر فطری عمل کی وجہ سے عذاب الٰہی کی مستحق قرار پائی۔ اسی طرح حضرت شعیبؑ کی قوم کا واقعہ بھی قرآن نے بیان کیا ہے۔ (۳۵)

اصحاب سبت اور اصحاب فیل کی عبرتناک داستانیں بھی قرآن میں درج ہیں شاید ان واقعات سے لوگ عبرت پکڑیں اور اللہ کی نافرمانی سے باز آجائیں۔ (۳۶)

انبیاء اور ان کی اقوام کے علاوہ قرآن نے چند دوسرے نیک اور صالح انسانوں کا بھی ذکر کیا ہے جن میں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ (۳۷)، فرعون کے جادوگر جو حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئے تھے (۳۸) اور مومن آل فرعون (۳۹) جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا، کے واقعات خصوصیت سے بیان کیے ہیں۔ گمراہ کرنے والوں میں نمرود، فرعون جنہوں نے خدائی دعوے کیے، قارون اور ہامان کے سبق آموز قصے بیان ہوئے ہیں۔ (۴۰)

ایسے واقعات اور قصے جو نزول قرآن سے کئی سو سال پہلے وقوع پذیر ہوئے اور اس وقت ان کی آگاہی کا ذریعہ بھی انسانوں کے پاس نہ تھا، ان واقعات سے خدا نے سالوں بعد پردہ اٹھایا اور وہ بھی ایسے شخص کے ذریعے جو امی تھے اور تاریخ اور گذشتہ حالات سے واقف نہ تھے۔ کیا یہ بات اعجاز قرآن پر دلالت نہیں کرتی؟

دوسری دلیل یہ ہے کہ اہل کتاب نے اپنے انبیاء کی داستانوں اور واقعات کی تکذیب نہیں کی یہ بھی اعجاز قرآن پر دلالت کرتی ہے۔

ب - آئندہ کی خبریں۔ قرآن کریم نے آئندہ کے حالات کی خبریں دیں ہیں جو سب کی سب جیسے قرآن نے کہا ویسے وقوع پذیر ہوئی ہیں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) اہل روم کے غلبے کی بشارت، ارشاد ہوتا ہے:

" غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِی اَدْنَی الاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِی بِضْعِ سِنِیْنَ لِلّٰہِ الاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ وَ یَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُوْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ یَنْصُرُ مَنْ یَشَاءُ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ " (۴۱)

اہل روم قریب کی سرزمین میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب (تین سے نو سال کے عرصے میں) غالب آجائیں گے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور بعد میں بھی۔ اور اس روز مومنین اللہ تعالیٰ کی امداد پر خوش ہوں گے وہ جسے چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست اور رحیم ہے۔

مفسرین نے بالاتفاق ان آیات کا سبب نزول یہ بیان کیا ہے کہ مکی دور میں مومنین اقلیت میں تھے۔ اسی دوران ایرانیوں اور رومیوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی اور اس جنگ میں ایرانیوں کو فتح حاصل ہوئی۔ مشرکین مکہ نے اسے بطور نیک فال لیا اور کہا کہ ایرانی مجوسی اور مشرک دوگانہ پرست ہیں لیکن رومی اہل کتاب ہیں۔ جس طرح مشرک ایرانی ، اہل کتاب رومیوں پر غالب ہوئے ہیں اسی طرح آخری فتح شرک کی ہوگی اور بہت جلد اسلام شکست کھا جائے گا اور فتح ہماری ہوگی۔

اگرچہ ایسے نتائج اخذ کرنے کی کوئی اساس نہ تھی لیکن اس سخت اور کشیدہ ماحول میں بے اثر بھی نہ تھی لہٰذا یہ بات مسلمانوں پر گراں گزری۔ اس موقع پر مذکورہ آیات نازل ہوئیں اور قطعی انداز میں رومیوں کے غلبے کی خبر دی۔ بلکہ فرمایا " یہ وعدہ الٰہی ہے اور وعدہ الٰہی کے خلاف ورزی نہیں ہوتی " چند ہی سال بعد قرآن کی یہ پیشگوئی سچی ثابت ہوئی اور رومی ایرانیوں پر غالب آگئے۔

(۲) معرکہ بدر میں فتح کی بشارت

جب بدر کے مقام پر تین سو تیرہ نہتے اور غیر مسلح مسلمان مجاہد ایک ہزار مسلح دشمنوں کے مقابلے میں کھڑے تھے اور حالات بظاہر قریش مکہ کے موافق تھے اور یہ بات ناقابل یقین تھی کہ مسلمانوں کا کمزور گروہ مشرکوں کے طاقتور گروہ پر غالب آجائے گا۔ اس موقع پر فرمایا:

" وَ اِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَةِ تَکُوْنُ لَکُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ "

(۴۲)

جب اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ دونوں جماعتوں میں سے ایک تمہارے ہاتھ آجائے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آئے اور اللہ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام کا حق ہونا ثابت کردے اور ان کافروں کی بنیاد کو قطع کردے۔

یہ وعدہ الٰہی پورا ہوا اور بے سرو سامان مسلمانوں نے اہل مکہ کے مسلح لشکر کو مغلوب کر لیا۔

(۳) فتح مکہ کی بشارت

مرحوم طبرسی تفسیر مجمع البیان میں کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے جب مکے سے مدینے ہجرت کی تو دوران سفر جب آپ جحفہ کے مقام پر آئے تو مکے کی زیارت کا شدید شوق پیدا ہوا۔ پس جبرئیل نازل ہوئے اور یہ آیت آپؐ پر وحی کی۔

" اِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرآنَ لَرادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ قُلْ رَبِّی اَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِی ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ " (۴۳)

جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو اصلی وطن میں پھر لوٹائے گا آپ کہہ دیجیئے کہ میرا رب خوب جانتا ہے کون سچا دین لے کر آیا ہے اور کون صریح گمراہی میں ہے۔

ایک اور مقام پر ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ سے پہلے اصحاب کو خبر دی کہ انہوں نے خواب دیکھا ہے کہ حرم الٰہی میں امن کے ساتھ داخل ہوئے ہیں کچھ نے حلق کیا اور کچھ نے تقصیر۔

یہ خبر سن کر مسلمان خوش ہوگئے اور یہ سمجھا کہ یہی سال ہوگا لیکن صلح حدیبیہ ہوگئی اور مسلمان واپس چلے گئے۔ منافقین نے کہا پیغمبر کا وعدہ نہ آیا، نہ ہم مکے میں داخل ہوئے اور نہ حلق و تقصیر کیا۔ اس پر قرآن کی آیت نازل ہوئی اور بشارت دی وہ اسی سال مسجد الحرام میں داخل ہوں گے۔

" لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُؤُسَکُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذَالِکَ فَتْحًا قَرِیْبًا " (۴۴)

بے شک اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا جو مطابق با واقع ہے کہ تم لوگ مسجد الحرام میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن و امان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا اور کوئی بال کترا تا ہوگا تمہیں کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا اللہ وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے پس اس نے اس سے پہلے ایک فتح دے دی۔

یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی۔ یہ دو غیبی خبریں سچی ثابت ہوئیں اور قرآن کے بیان کے عین مطابق آپؐ مکے میں داخل ہوئے۔ واضح ہے کہ اس واقعے سے آگاہی وحی کے علاوہ کسی اور طریقے سے ممکن نہیں ہے۔

(۴) رسول کریمؐ کی حفاظت کا وعدہ

آنحضرتؐ کو دشمنوں کی طرف سے خطرہ رہتا تھا اور صحابہ کرام کو آپؐ کی حفاظت کا بندوبست کرنا پڑتا تھا۔ عین اس حالت میں یہ آیت نازل ہوئی :

" وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ " (۴۵)

تجھے لوگوں سے محفوظ رکھا جائے گا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے اسی دن سے اپنی جسمانی حفاظت کے تمام ذرائع موقوف کردیئے اور فرمایا خدا مجھے کبھی دشمنوں کے بس میں نہیں دے گا۔اس قسم کی اور متعدد پیشگوئیاں اور خبریں قرآن کریم میں مذکورہ ہیں ، اور ایسا تو اکثر ہوتا تھا کہ مخالفین کوئی منصوبہ بناتے تو قرآن مجید نازل ہو کر اس کی قلعی کھول دیتا۔ قرآن مجید میں بعض افراد کے لیے دردناک انجام اور عذاب کی خبر دی ہے جو وقوع پذیر ہوئی۔ اس کی واضح مثال ابو لہب اور اس کی بیوی ہے جن کے بارے میں پوری سورہ لہب نازل ہوئی ہے۔ دوسری مثال مذاق کرنے والوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت ہے۔ جس کا تذکرہ اس آیت میں ہوا ہے :

"اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ" (۴۶)

ہم آپ کو مستہزئین کے شر سے بچائیں گے۔

بنابر مشہور قبیلہ قریش کے پانچ آدمی آپؐ کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔

۱۔ عاص بن وائل ۲۔ ولید بن مغیرہ ۳۔ ابو زمعہ (اسود بن مطلب)

۴۔ اسود بن عبد یغوث ۵۔ حرث بن قیس

یہ سب برے انجام سے دوچار ہوئے اور ہلاکت ان کا مقدر بنی۔

یہاں پر آئندہ کے واقعات کے عنوان سے چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ ان الٰہی وعدوں کا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ہیں اور وہ پورے ہوئے۔ دوسرا حصہ برے انجام کی خبروں پر مشتمل ہے اور اسی طرح بعض دوسری خبریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اخبار غیبی کی ان تمام اقسام سے آگاہی اور ان کے بارے میں پورے اعتماد و یقین کے ساتھ خبر دینا کسی انسان کے لئے محال ہے۔ یہ صرف اور صرف عالم علی الاطلاق اور عالم الغیب و الشہادۃ کی طرف سے وحی کے ذریعے ہی رسول اللہؐ کو بتائی گئی ہیں۔ یہ امر قرآن کے معجزہ ہونے اور آنحضرتؐ کی نبوت کی واضح و روشن دلیل ہے۔

☆ ☆ ☆

حواشی و مصادر

(۱) ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب، جاحظ لقب، وفات ۲۵۵ ھ

(۲) ابو سلیمان محمد بن الخطابی۔ ادیب، لغوی، محدث، وفات ۳۸۸ ھ

(۳) قاضی ابو بکر محمد بن الطیب الباقلانی۔ وفات ۴۰۳ ھ

(۴) الباقلانی، قاضی ابو بکر محمد، اعجاز القرآن، ص ۔ ۵۲

(۵) ابو بکر عبد القاہر بن عبد الرحمن الجرجانی، علم بلاغت کے بانی، وفات ۴۷۱ ھ

(۶) مجلسی۔ محمد باقر "بحار الانوار"، ج ۔ ۱۷، ص ۲۲۴

(۷) رجاء الغفران، ص۔ ۶۰

(۸) رافعی، مصطفیٰ صادق، اعجاز القرآن، مطبوعہ، دار الکتاب العربی، بیروت، ص۔ ۲۰۹۔ ۲۱۱

(۹) رافعی، مصطفیٰ صادق، اعجاز القرآن، مطبوعہ، دار الکتاب العربی، بیروت، ص۔ ۲۱۰

(۱۰) سورہ انعام۔۔ آیت، ۱۰۰

(۱۱) کاندھلوی۔ محمد مالک۔ منازل العرفان فی علوم القرآن۔ ناشران قرآن لمیٹڈ۔ لاہور ص۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷

(۱۲) رافعی، مصطفیٰ صادق، اعجاز القرآن، دار الکتاب العربی، بیروت، ص، ۲۱۲۔ ۲۱۳

(۱۳) جو افراد موسیقی کے اسرار اور اس کے فلسفے سے آگاہ ہیں وہ جانتے ہیں کہ عرب کی موسیقی میں ذرہ برابر بھی وہ تناسب موجود نہیں ہے جو قرآن کے کلمات، حروف و اصوات میں موجود ہے اور یہ مطلب کسی لحاظ سے بھی قابل تردید نہیں ہے۔

(۱۴) رافعی، مصطفیٰ صادق، اعجاز القرآن، مطبوعہ، دار الکتاب العربی، بیروت، ص، ۲۱۴

(۱۵) مطہری، مرتضیٰ شہید، مجموعہ آثار، بحث اعجاز القرآن، مطبوعہ، انتشارات صدرا، تہران، ج، ۴، ص، ۵۵۴۔

(۱۶) بعض علماء کا خیال ہے کہ قرآن میں واو اور نون یا، یا اور نون پر ختم ہونے والے فواصل کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اس کی وجہ موسیقی کا آہنگ اور تطریب ہے۔ سیبویہ کا کہنا ہے کہ جب عرب کسی چیز کو ترنم اور آہنگ کے ساتھ پڑھنا چاہتے تو اس کے ساتھ واو یا نون یا پھر یا و نون کا اضافہ کرتے کیونکہ آواز کو کھینچنے کے لیے یہ مناسب ہے۔

(۱۷) رشید رضا، تفسیر المنار، مطبوعہ : قاہرہ، ج۔ ۱، ص، ۲۰۴، ۲۰۵

(۱۸) طباطبائی، محمد حسین علامہ، تفسیر المیزان، مطبوعہ، جامعہ مدرسین، قم، ج۔ ۱، ص، ۶۴

(۱۹) مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج، ۱۷، ص، ۲۲۴۔

(۲۰) رازی، فخر الدین محمد، تفسیر الکبیر، ج، ۱۰، ص، ۱۹۶

(۲۱) سورہ آل عمران -- آیت، ۴۴

(۲۲) سورہ ھود -- آیت ' ۴۹

(۲۳) سورہ یوسف -- آیت ' ۱۰۲

(۲۴) سورہ بقرہ۔ آل عمران ' مائدہ ' اعراف ' بنی اسرائیل ' کہف ' مریم ' طٰہٰ اور یٰسین میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

(۲۵) آل عمران ' نساء ' انعام ' اعراف ' توبہ ' یونس ' ھود ' ابراہیم ' بنی اسرائیل ' مریم ' انبیاء ' حج ' مومنون ' فرقان ' شعراء ' عنکبوت ' احزاب ' صافات ' ص ' غافر ' شوریٰ ' ق ' ذاریات ' نجم ' قمر ' حدید ' تحریم اور نوح میں ان کا ذکر آیا ہے۔

(۲۶) آل عمران ' نساء ' انعام ' ھود ' یوسف ' ابراہیم ' حجر ' نمل ' مریم ' انبیاء ' حج ' شعراء ' عنکبوت ' احزاب ' ص ' شوریٰ ' زخرف ' نجم ' حدید ' ممتحنہ اور اعلیٰ

(۲۷) بقرہ ' آل عمران ' نساء ' انعام ' ابراہیم ' مریم انبیاء اور ص

(۲۸) جن میں سے چند یہ ہیں : بقرہ ' آل عمران ' نساء ' مائدہ ' انعام ' اعراف ' یونس ' ھود ' ابراہیم ' کہف ' مریم ' طٰہٰ ' انبیاء ' حج ' مومنون ' فرقان ' شعراء ' نمل ' قصص ' صف ' حدید ' توبہ ' احزاب وغیرہ

(۲۹) یوسف ' انعام اور غافر

(۳۰) بقرہ ' آل عمران ' نساء ' مائدہ ' انعام ' مریم ' احزاب ' شوریٰ ' زخرف ' حدید اور صف۔

(۳۱) ھود -- آیت ' ۵۳ ' شعراء -- آیت ' ۱۲۴ ' اعراف -- آیت ' ۶۵

(۳۲) غافر -- آیت ' ۳۲ ' ق -- آیت ' ۱۲ ' نجم -- آیت ' ۵۲ ' قمر -- آیت ' ۹ ' تحریم -- آیت ' ۱۰ ' نوح -- آیت ' ۲۱

(۳۳) اعراف -- آیت ' ۷۳۔ ۷۵۔ ۷۷ ' ھود -- آیت۔ ۶۱۔ ۶۳۔ ۸۹

(۳۴) اعراف -- آیت ' ۶۵ ' ھود -- آیت۔ ۵۰۔ ۵۳ ' ۵۸ ' ۶۰ ' ۸۹ ' ذاریات آیت ' ۴۱ ' حاقہ -- آیت ' ۴ - ۶ ' فجر -- آیت ' ۸۹

(۳۵) اعراف -- آیت۔ ۸۵ ' توبہ -- آیت۔ ۷۰ ' ھود -- آیت۔ ۸۴۔ ۹۵

(۳۶) بقرہ -- آیت ' ۶۵ ' نساء -- آیت ' ۴۷۔ ۱۵۴ ' اعراف -- آیت ' ۱۶۳ ' نحل -- آیت ' ۱۲۴ اور سورہ فیل

(۳۷) طٰہٰ -- آیت ' ۳۹ ' قصص -- آیت ' ۹ ' تحریم -- آیت ' ۱۱

(۳۸) اعراف ' یونس ' طٰہٰ ' شعراء اور قصص

(۳۹) سورہ غافر -- آیات ' ۲۸ ' ۲۹ ' ۳۴

(۴۰) اعراف -- آیت ۱۲۴۔ ۱۲۳ ' تحریم -- آیت۔ ۱۱ ' بقرہ -- آیت۔ ۵۰ ' انفال آیت۔ ۵۴ ' شعراء -- آیت۔ ۶۶ ' عنکبوت -- آیت۔ ۴۰۔ ۳۹ ' قصص آیت۔ ۷۶۔ ۷۹ ' غافر -- آیت۔ ۲۳۔ ۲۵ ' ق -- آیت۔ ۱۲ وغیرہ

(۴۱) سورہ روم -- آیات ' ۲ - ۶

(۴۲) سورہ انفال -- آیت ' ۷

(۴۳) سورہ قصص -- آیت ' ۸۵

(۴۴) سورہ فتح -- آیت ' ۲۷

(۴۵) سورہ مائدہ -- آیت ' ۶۷

(۴۶) سورہ حجر -- آیت ' ۹۵

***